ماہ محرم

محترم مہینہ

تاریخی حیثیت، فضائل ومسائل

منجانب: عالمی مجلس تحفظ اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کچھ ہی وقت قبل مسلمانانِ عالم فریضۂ قربانی سے سبکدوش ہو کر بارگاہ لم یزل میں سرخرو ہوئے ہیں یہ قربانی صرف جانوروں ہی کی نہیں بلکہ اس سے اصل مراد و مقصود اپنی خواہشات کے گلے پر چھری چلانے کا عزم کرنا ہے کہ جیسے آج حکم خداوندی پر ہم نے جانوروں کی قربانی کی ایسے ہی جن چیزوں سے حکم رکنے کا ہے وہاں ہم اپنی خواہشات کو بھی قربان کر دینے کا عزم کریں اور مزید یہ کہ کل اگر وقت اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کا آیا، کل اگر ایسا حکم آیا کہ جہاں جان کی قربانی بھی ضروری ہوئی تو اپنی خواہشات کے ساتھ ساتھ اپنی جان کی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں۔

جی ہاں موجودہ حالات کی بناء پر مسلمانانِ عالم پر دین وملت کیلئے قربانی دینے کی نیت وعزم انتہائی ضروری ہے اسلئے کہ جن حالات سے ہم اسوقت دوچار ہیں شاید کہ اس سے قبل ایسی مشکلات سے دوچار ہوئے ہوں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب کبھی ایسی گھڑی عالم اسلام پر آئی بھی تو انہوں نے سردمہری کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اپنے لہو کی سرخی سے گلستان محمدی ﷺ کو سینچا اور عیدالاضحیٰ کی قربانی ہمیں یہی سبق دیتی ہے جسے ہم آج بھول گئے ہیں۔

آیئے ذرا تاریخ کے اوراق کو کھنگھالیں اور اُس حقیقت کو جاننے کی کوشش کریں اور اس بھولے ہوئے سبق کو از سر نو دہرائیں اور ساتھ ہی ساتھ دشمنان اسلام کے اس پروپیگنڈے کی قلعی کھولیں جس کے ذریعے شہادت کو صرف آلِ رسول ﷺ یا نواسۂ رسول ﷺ جگر گوشہ بتول سیدنا حُسین رضی اللہ عنہ کیساتھ مختص کر کے مسلمانوں کی تاریخ جو اس طرح کے واقعات سے بھری پڑی ہے پر پردہ ڈالنے اور ساتھ ہی شہادت پر گریہ، ماتم ونوحہ کر کے شہادت جیسی نعمت کو بزدلی اور نحوست ثابت کرنے کی کوشش کیجا رہی ہے۔

اس سے کوئی انکار نہیں کہ شہداء کربلا کی قربانی کچھ کم قربانی ہے اور نہ ہی یہ کہ آل رسول ﷺ کی قربانی سے انکار ہے۔ بلکہ ہمارے (اہل اسلام) کے ہاں تو شہادت نعمت ہے۔

لہذا نعمت کو نحوست بتانا غلط ہے اور پھر یہ کہ ہم اس قربانی کو سامنے رکھکر دیگر لازوال قربانیوں کو بھول جائیں حالانکہ اسلام کا دامن ایسے گوہر ویواقیت سے بھرا ہوا ہے جہاں ہر بڑی سے بڑی قربانی ہمیں نظر آتی ہے۔ اور نہ یہ حق کسی کو دیا جاسکتا ہے کہ کوئی صرف شہادت سیدنا حُسین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرے اور

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی پر طعن و تشنیع کرے یا وہ ذکر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو کرے لیکن ذکر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھلا دے۔

چونکہ اسلام کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ ۱۸ ذی الحجہ کو خلیفہ ثالث، داماد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم، ہم زلف علیؓ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت، یکم محرم کو خلیفہ ثانی امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور پھر ۱۰ محرم کو نواسہ رسول ﷺ جگر گوشہ بتول، سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ شہادت ایمان کو جلا بخشتی ہے، مومن کے اندر بلند ہمتی، شجاعت و بہادری کا درس دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہماری مسلم افواج کو شہادت اور شہداء کے واقعات سنائے جاتے ہیں تا کہ وہ ہر دم تیار رہیں۔ دین وملت کیلئے قربانی کا وقت آئے تو یہ نوجوان، یہ سپاہی، یہ افواج پیچھے نہ رہیں اور موت کے خوف سے نہ بھاگیں۔ تو آیئے ہم بھی ذرا اپنے ایمان کو جلا بخشنے کیلئے ذرا ان حضرات کی قربانی پر مختصراً ایک نظر ڈالیں اور ساتھ ہی ساتھ قاتلان حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتہ لگاتے ہوئے محرم کی بدعات ورسومات پر بھی ایک نظر ڈالیں۔

اسلامی سال کی ابتداء محرم سے ہوتی ہے اور یکم محرم الحرام خلیفہ ثانی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یوم شہادت ہے۔

☆ شہادت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام: عمر ، لقب: فاروق اعظم، کنیت: ابوحفص والد کا نام: خطاب، والدہ کا نام: حنتمہ، مراد نبی ﷺ، خسر نبی ﷺ، داماد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر المومنین خلیفہ ثانی وہ شخصیت تھے کہ جنکو خود حضور ﷺ نے اللہ سے مانگا اور فرمایا۔ اللھم اعز الاسلام بعمر ابن خطاب او بعمرو بن ھشام

ترجمہ: اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب یا عمرو بن ھشام (ابوجھل) کے ذریعے عزت دے۔

(ترمذی ابواب المناقب، مناقب ابی حفص عمر بن خطاب)

وہ شخص جنکی موافقت میں رب تعالیٰ نے سترہ مقامات پر قرآن پاک کی آیات نازل کیں، جنکے لئے خود حضور ﷺ نے فرمایا "لو کان بعدی نبی لکان عمر" ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

(مشکوٰۃ شریف باب مناقب عمر ۵۵۸ ،ج ۲) جو خلیفہ وقت ہوتے ہوئے بھی سر کے نیچے اینٹ رکھ کر سوتے تھے، جو خلیفہ ہونے کے باوجود لوگوں کے گھروں کے کام کرتے، راتوں کو

گشت کرتے اور ضرورت مندوں کا پتہ لگا کر انکی ضروریات کو خود پورا کرتے تھے۔

جنہوں نے امور سلطنت کو سنبھالنے کے بعد ۲۲ لاکھ مربع میل تک پرچم اسلامی کو لہرا کر دنیا کے کونے کونے تک شریعت و دین محمدی ﷺ کو پہنچایا جبھی تو رابرٹ ڈیفالٹ (انگریز مورّخ) کہتا ہے کہ "اگر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۰ سال مزید زندہ رہتے تو دنیا سے کفر کا نام ونشان مٹ جاتا۔

جنہوں نے بیت المقدس کو فتح کیا اس حالت میں کہ سترہ پیوند آپ کے کپڑوں پر لگے ہوئے تھے اور غلام اونٹنی پر سوار تھا اور خود پیدل تھے اور جب نصرانی پادریوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حالت میں دیکھا تو کہنے لگے کہ ہماری کتاب (انجیل) میں بیت المقدس فتح کرنے والے کی یہی نشانی لکھی ہے اسلئے ہم اب جنگ نہیں کرینگے اور چابیاں آپکے قدموں میں ڈال دیں اور یوں بغیر جنگ کے بیت المقدس فتح ہوا، جنکے بنائے گئے قوانین اور سلطنت چلانے کے اصولوں پر آج یورپ ریسرچ کر رہا ہے اور اپنے ہاں ان قوانین کو فعال کر رہا ہے اس عظیم انسان کو ابولولؤ فیروز مجوسی ایرانی ۲۷ (27) ذی الحجہ کو نماز فجر کے وقت خنجر سے زخمی کر کے بھاگا لیکن حضرات صحابۂ کرامؓ کی مضبوط صف بندی کیوجہ سے نہ بھاگ سکا اور خود کو بھی زخمی کیا اور مردار ہوا۔ اور آج دشمنان صحابہؓ نے ایران میں اسکا مزار بنا رکھا ہے اور وہاں جانا متبرک سمجھا جاتا ہے اور یہ عظیم انسان یکم محرم کو شہادت کا جام پی کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ہمیں نہ تو اس عظیم خلیفہ اور قانون دان کے قوانین کی حیثیت کا معلوم ہے اور نہ ہی اسکے مقام ومرتبہ سے آشنا ہیں اور نہ ہی اسکے یوم شہادت کا معلوم ہے۔

کاش کہ ہم بھی اس چراغ سے روشنی حاصل کرتے تو آج یورپ کے سامنے سرنگوں نہ ہوتے، کاش کہ ہم بھی اسکے کردار ومعاشرت سے آگاہی حاصل کرتے تو آج ہمارے بگڑے ہوئے معاشرے بدحالی کا شکار نہ ہوتے۔ کیا آج اس عظیم انسان کی کردار کشی کرنے والے اسلام کی شمع کو بجھانے کی کوشش نہیں کر رہے؟

یقیناً ایسا ہیں۔ **تو آئیے**

آج عہد کریں اس شمع سے روشنی حاصل کرنے اور اس روشنی سے عالم کل کو روشن کرنے اور دشمنان دین وملت، دشمنان صحابہؓ کی سازشوں کو طشت از بام کرنے کا۔

شہادت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دس ۱۰ محرم الحرام وہ دن ہے کہ جس دن نواسۂ رسول ﷺ جگر گوشۂ بتول سیدنا حسین ابن علی

کی شہادت مع دیگر رفقاء اور آل رسول ﷺ کا عظیم سانحہ پیش آیا۔

آیئے ذرا ایک نظر مختصراً اس سانحہ کے اسباب اور قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کو تلاش کر کے حقیقت سے آگاہی حاصل کریں اور ساتھ ہی اس عشرۂ مبارکہ میں ہونے والی رسومات و بدعات کی تاریخ سے واقفیت حاصل کریں اور سازشیں بے نقاب کریں۔

جب نواسۂ رسول ﷺ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا اور آپ مدینہ سے مکہ پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کو خطوط ملنا شروع ہو گئے کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں ہم آپکے ہاتھ پر بیعت کرنے اور آپ پر جان و مال نچھاور کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار ہیں اور یہ خطوط اہل کوفہ کے تھے یہ خطوط کیا تھے انکا مضمون کیا تھا ملاحظہ کیجئے خود انہی لوگوں کی کتابوں اور انکے علماء و مجتہدین کے اقوال کو سامنے رکھ کر تا کہ حقیقت خود کو خود منوائے۔

میرے عزیز دوستو! جو خطوط حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو پہنچے انکا مضمون یہ تھا ''آیئے ہمارے پاس آئیں، ہمارے گھر آئیں، کوفہ آئیں آپ ہمارے خلیفہ ہیں ہم بھی یزید کی بیعت نہیں کرتے، پھل پک گئے ہیں، کھیتیاں سرسبز ہو چکی ہیں اور رہائش کیلئے حویلیاں، کوٹھیاں موجود ہیں۔

(تہذیب الاحکام مصنف ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی 460ھ)

اس طرح کے بارہ ہزار خطوط آپ رضی اللہ عنہ تک پہنچے اور آپ نے کوفیوں کی وفاداریوں پر یقین کر لیا اور جانے کا ارادہ کیا لیکن جب رادہ فرمایا تو اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سیدنا عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ و دیگر حضرات نے روکا آپ نہ جائیں کوفیوں نے آپ کے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی بلا کر شہید کروایا۔ اور آپ کے بھائی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی زیادتی کی لیکن چونکہ آپکے دل میں رحم تھا آپ چل پڑے اور چچازاد بھائی مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو آگے بھیجا کہ حالات کا پتہ چلائیں، مسلم بن عقیلؒ جب کوفہ پہنچے تو خوب آؤ بھگت (منافقانہ طور پر) کی گئی۔ انہوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خط بھیجا کہ آپ تشریف لے آیئے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ چلے اور راستے میں اطلاع ملی کہ مسلم بن عقیلؒ کو شہید کر دیا گیا آپ نے واپسی کا ارادہ کیا لیکن مسلم بن عقیلؒ کے بھائیوں نے بدلہ لینے کا کہا چنانچہ آپ روانہ ہوئے۔ اور جب خاندان نبوت پر مشتمل یہ قافلہ اس مقام پر پہنچا جس کو کربلا کہا جاتا ہے تو یہی ظالم کوفی جنہوں نے حضرت حسینؓ کو بلوانے کیلئے کئی ہزار خطوط لکھے خاندان نبوتؐ کے شہید کرنے کے درپے ہو گئے اور یوں ظالموں، منافقوں نے نواسہ رسولؐ حضرت حسینؓ کو اپنے خاندان کے دیگر احباب کے ساتھ انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا

گیا۔لیکن حضرت حسینؓ نے کربلا کے میدان میں شہید ہونے سے پہلے ایک تاریخی خطبہ دیا جو کہ آج بھی مختلف کتب میں موجود ہے۔

آیئے مذہب شیعہ (جو کہ محرم میں نواسہ رسولؐ حضرت حسینؓ پہ ماتم وگریہ زاری کرتا ہے) ان کی معتبر کتب اس بارے میں کیا کہتیں ہیں۔

آپؓ نے خطوط کھولنا شروع کیے ان میں شیث بن ربیع کوفی کا خط تھا آپؓ نے خط لہرایا اور کہا اے شیث بن ربیع کیا یہ خط تمہارا نہیں؟ اسمیں تم نے لکھا ہے پھل پک گئے،حویلیاں خوبصورت بنا دی اور ہم تمہارے لئے مر مٹنے کیلئے تیار ہیں۔فرمایا اے شیث کیا یہ تیرا خط نہیں اس نے کہا میرا خط ہے ایسے ہی کئی خطوط نکالے اور کوفہ والوں کو شرم دلائی اور پھر فرمایا تم لوگ مجھے بلاتے ہو پھر میرے ساتھ ظلم پر کیوں اتر آئے۔میرے بھائی مسلم بن عقیلؓ کو تم نے شہید کروا دیا اور اب میرے در پے ہو۔

(تہذیب الاحکام: مصنف ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی 460ھ،مع جلاء العیون ملا باقر مجلسی طبع ایران)

لیکن چونکہ آپؓ کو شہید کرنے کا منصوبہ تیار ہو چکا تھا دغا باز کوفی اپنی اصلیت پر اتر آئے تھے اسلئے لشکر کشی ہوگئی اور الغرض یہ کہ انجام آل رسول کی شہادت مظلومانہ کی صورت میں سامنے آیا۔

اب یہ کہ ایک تو یہ معلوم ہوا کہ سیدنا حسینؓ کو بلایا کوفیوں نے پھر غداری کر کے آپؓ کو شہید کر دیا گیا اور جب خاندان نبوت کے باقی ماندہ افراد لٹے پٹے یزید کے دربار کیطرف روانہ ہوئے تو انہی کوفیوں نے رونا پیٹنا اور ماتم وگریہ شروع کر دیا آل رسولؐ کے باقی ماندہ افراد میں سیدہ زینبؓ،سیدہ سکینہؓ و دیگر حضرت سیدنا حسینؓ کی بہنیں اور سیدنا زین العابدینؓ تھے انکے اس شور کو سنکر سیدہ زینبؓ اپنی سواری کے ھودج میں ہی کھڑی ہوگئیں اور فرمایا ''اے کوفہ کے لوگوں'' اے کوفہ کی عورتوں! تمہیں شرم نہیں آتی ؟تم نے ہمیں بلایا تھا تمہارے مردوں نے ہمیں بلایا اور ہمارے مردوں کو ذبح کر دیا تمہیں شرم نہیں آتی۔

اتنے میں سیدہ ام کلثومؓ سیدنا حسینؓ کی دوسری بہن کھڑی ہوگئیں فرمانے لگیں۔ اے ظالمو! اے کوفہ کے مردوں! تم کل محمدؐ کو کیا جواب دو گے،چھوٹے بچوں کو بلا کر اس طرح ذبح کر دیا میرے ننھے علی اکبر کو ذبح کر دیا اسی اثناء میں سیدنا زین العابدینؓ کھڑے ہوگئے۔

پکار کر کہنے لگے اے کوفیو! اے قاتلو تم نے ہمیں بلایا اور شہید کروایا تم ہی مروانے والے ہو تمہیں شرم آنی چاہئے۔ (شیعہ مصنف ملا باقر مجلسی جلاء العیون ج دوم طبع ایران)

اب ان بیانات کی روشنی میں خود ہی فیصلہ کیجئے جو خود ان لوگوں کی معتبر کتابوں میں ہیں جو آج

شہادت حسین پر ڈھنڈورا پیٹ کر دنیا کو بے وقوف بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ سیدنا حسینؓ کو بلایا کس نے؟ کوفہ جانے سے روکا کس نے؟ بلا کر شہید کروایا کس نے؟۔

دنیا کا ایک قاعدہ ہے کہ اس گواہ کی گواہی کو معتبر جانا جاتا ہے جو بوقت واقعہ جائے وقوعہ پر موجود ہو چنانچہ ہم نے ان باقی ماندہ لٹے پٹے افراد کے بیانات خود انہی کی کتابوں سے پیش کئے کہ ہمیں فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔

اب ذرا ان سب گواہیوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیجئے۔ **محسن کون تھا اور دشمن کون ؟۔**

اور پھر ایک عام سی بات ہے کہ جب کوئی مرتا ہے، وفات پاتا ہے تو پھر اسکا سوگ منایا جاتا ہے نہ کہ اسکی وفات سے پہلے اسکا مشاہدہ ہم میں سے ہر ایک کرتا ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ یہاں سانحہ کربلا پیش آنے سے قبل ماتم بھی ہے نوحہ بھی، آہ وزاری بھی ہے اور ۱۰ دس محرم کو بعد عصر نواسۂ رسول، جگر گوشہ بتولؓ کے شہادت کا وقت ہے۔ یہاں عین اسی وقت ماتم بند، نوحہ بند، آہ وزاری بند۔

ذرا سوچئے ! کہ ہمارا عزیز فوت ہو تو سوگ مرنے کے بعد، والد فوت ہو والدہ فوت ہو تو سوگ مرنے کے بعد لیکن جگر گوشہ بتولؓ کی عین شہادت کے بعد سب کچھ بند اس سے پہلے سب کچھ۔ غور کیجئے اور فیصلہ فرمائیں۔

جب آپکو یہ بات سمجھ آگئی تو آیئے ذرا اب اسکو سمجھیں کہ یہ ماتم یہ نوحہ اور یہ ڈھنڈورا کیوں پیٹا جاتا ہے اور اسکی تمام مکاتب فکر اور خود ماتم کرنے والوں کی معتبر کتب اور انکے موجودہ رہنما خامنہ ای، اور خمینی اسکے بارے میں کیا کہتے ہیں؟۔

آیئے ذرا ایک نظر اسپر ہو جائے۔

محرم اور مسلمان :۔

محرم کے آتے ہی ہم دیکھتے ہیں کہ پورے ملک میں ایک رونے دھونے، نوحہ و ماتم کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، ہر طرف کالے کپڑوں کا ایک راج سا نظر آتا ہے جیسا کہ گزرا کہ شہادت نعمت ہے اور نعمت پر خوشی ہوتی ہے اور شہادت سے بلند ہمتی پیدا ہوتی ہے، ماتم و نوحہ، کالے کپڑے سوگ کی علامت ہے اور شہادت پر سوگ منانا گویا مسلمانوں کو بزدل قوم، بے ہمتی پیدا کرنے کا شاخسانہ ہے اسلئے ایک تو یہ سوگ عقلاً بھی غلط اور شرعاً بھی گناہ کبیرہ ہے اور تمام مکاتب فکر اور خود شیعہ مذہب میں بھی اسکو غلط قرار دیا گیا ہے اور اسی کے ضمن ہونے والی دیگر رسمیں مثلاً تعزیہ داری، سینہ کوبی، حلیم کی دیگیں، سبیل کا پانی وغیرہ یہ

سب بھی تمام مکاتب فکر کے ہاں غلط اور گناہ کبیرہ ہیں آیئے ذرا ہم اسی کا ایک نظر جائزہ لیں اور ساتھ ہی ساتھ محرم کی حیثیت قرآن وسنت اور تاریخ سے جاننے کی کوشش کریں کہ محرم کی فضیلت شہادت حسینؓ کیوجہ سے ہے یا شہادت حسینؓ سے قبل بھی یہ مہینہ محترم اور متبرک تھا۔

محرم ایک متبرک، محترم و معظم مہینہ ہے اسکا ایک تو نام ہی محرم بمعنیٰ محترم ومقدس ہے اور پھر کئی ایسے واقعات ہیں جو اس ماہ مبارک میں واقع ہوئے۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر دس محرم ہی کو ٹھہری، حضرت یعقوب علیہ السلام و یوسف علیہ السلام کے درمیان ایک طویل مفارقت کے بعد ملاقات اس ماہ کو ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کو فرعون سے چھٹکارا دس ۱۰ محرم ہی کو حاصل ہوا اور اداء شکر کے لئے اس دن کے روزے کا حکم ہوا چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے یہود مدینہ کو روزۂ عاشورہ رکھتے ہوئے دیکھا تو امت کو بھی اس روزے کا حکم دیا اور ساتھ نویں یا گیارہویں کو ملانے کا حکم دیا تا کہ یہود سے مشابہت لازم نہ آئے اسکے علاوہ بعض روایات میں ہے کہ قیامت کا دن بھی دس محرم ہی کو جمعہ کے دن ہوگا۔

عن ابی ہریرہؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصیام بعد رمضان شہر المحرم

ترجمہ: حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل (بہترین) روزہ رمضان کے بعد اللہ کے مہینے محرم کا ہے۔ (مشکوٰۃ ج ا باب صوم التطوع (فصل اوّل)

ایک تو ہمیں معلوم ہوا کہ محرم کی فضیلت صرف شہادت حسینؓ کیوجہ سے نہیں بلکہ پہلے ہی سے متبرک اور مبارک مہینہ ہے اور دوم یہ کہ یہ مہینہ منحوس نہیں اسلئے کہ بزبان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا کہ یہ اللہ کا مہینہ ہے اور اللہ منحوس چیز کو اپنے لئے پسند نہیں کرتا۔ اسلئے جو یہ کہتا کہ محرم منحوس ہے یہ عقیدہ درست نہیں۔ دشمنان اسلام محرم کو منحوس اسلئے کہتا ہے کہ اسکے ہاں شہادت منحوس چیز ہے اور مسلمانوں کے ہاں ایک نعمت ہے۔ اور جب یہ ایک نعمت ہے تو اسمیں ہونے والی رسومات سوگ بھی غلط ہیں دو وجوہات کی بناء پر

اوّل: تو اسلئے کہ نعمت پر سوگ نہیں منایا جاتا۔ دوم: اگر غم بھی منایا جائے تو غم کی مقدار احادیث کے مطابق تین دن بیان کی گئی ہے سوائے بیوی کہ وہ شوہر کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ منا سکتی ہے۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل لامراۃ تومن باللہ والیوم الاخران تحد علی میت فوق ثلث لیال الا علیٰ زوج اربعۃ اشھر و عشرا۔**

ترجمہ: فرمایا کہ کسی عورت کیلئے جو خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے جائز نہیں کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے شوہر کے اسکی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ کرسکتی ہے۔

(بخاری ج ا ص ۸۰۳ مسلم شریف ج ا ص ۴۸۲ مشکوٰۃ ص ۲۸۸)

لیکن عجیب بات ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی انہی کے عقیدے کے مطابق کالے کپڑے و ماتم وغیرہ میں شریک ہوتے ہیں اور دشمنان اسلام کے افعال اپناتے ہیں۔ حالانکہ حدیث شریف ہے کہ

"من تشبه بقوم فهو منهم" ترجمہ: جس نے جس قوم کی مشابہت کی وہ انہیں میں سے ہوگا۔

(مشکوٰۃ: کتاب اللباس ص ۳۷۵، ابوداؤد کتاب اللباس)

اب جو مسلمان بھائی ان دشمنان دین وملت دشمنان صحابہؓ کے افعال اپناتے ہیں انکے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ کہیں اس غلطی کی بناء پر ہمارا شمار بھی انہی میں سے نہ ہوجائے اور ہم بھی کہیں دشمنان خدا اور رسولؐ کی صف میں کھڑے ہوں۔ اسلئے لازم اور ضروری ہے ہر مسلمان بھائی پر اس سے بچنا اور دوسروں کو بچانا۔ اور پھر خود رافضیوں کی کتابوں میں بھی کالے لباس کو ممنوع قرار دیا گیا اور تعزیہ اور ماتم کو حرام قرار دیا ہے۔ آیئے ذرا ایک نظر اس پر بھی ہوجائے۔

تعزیہ کا جلوس اور ماتم کی مجلس:

ماہ محرم میں ہم دیکھتے ہیں کہ دشمنان دین وملت کیطرف سے ماتم کی مجالس اور تعزیہ کے جلوس کا اہتمام کیا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کیونکہ سیدنا حسینؓ کو شہید کیا گیا اسلئے انکے غم میں سینہ کوبی، نوحہ خوانی کیجاتی ہے اور یہ جلوس نکالے جاتے ہیں اور ہمارے انجان مسلمان بھائی اسکے نظارے کیلئے جمع ہوجاتے ہیں جو کہ سراسر غلط اور فساد کی راہ ہموار کرنے کی سازش ہے۔ اور کئی مفاسد سے پُر ہے۔

اوّل: شہادت ایک نعمت ہے اور نعمت پر خوشی ہوتی ہے نہ کہ غم۔ ایک عام مشاہدے کی بات ہے کہ ہم 6 ستمبر 1965 کی جنگ میں شہید ہونے والے جوانوں کی یاد مناتے ہیں، انکو توپوں کی سلامی دی جاتی ہے، طرح طرح کے نغمات میں انہیں خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے، انکے لئے دعائیں ہوتی ہیں انکے مزارات پر پھول رکھے جاتے ہیں تو کیا سیدنا حسینؓ کا مرتبہ اس جنگ کے شہدا سے بھی کم ہے۔ کیا انکی شہادت نعمت ہے تو نواسہء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت نعمت نہیں یقیناً ایک نعمت ہے اور نعمت کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہم اس موقع پر ڈھول، باجے اور ناچنا کودنا شروع کردیں۔ اسلئے کہ شریعت اسکی بھی اجازت نہیں دیتی ہاں حدود شریعت میں رہتے ہوئے انکو ایصال ثواب کرنا خود اپنے لئے بھی اور انکے لئے بھی مفید

ہے لیکن افسوس کے ہم وہ کرتے ہیں جسکا نہ انہیں فائدہ اور نہ ہمیں بلکہ سراسر گناہ ہے اور دنیا بھر کے فضول کام ہم یوم حسینؓ پر کرتے ہیں۔

نہ جانے یہ کونسا طریقہ ہے محبت کا اور کونسا راستہ ہے غم حسینؓ منانے کا !

دوم: کسی کی فوتگی پر سینہ کوبی کرنے، نوحہ کرنے، رونے پیٹنے والوں پر حضور صلی اللہ عیہ وسلم نے لعنت فرمائی

ليس منامن ضرب الخدود و شق الجيوب ودعا بدعوىٰ الجاهلية.

ترجمہ: ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص جو چہرے پر طمانچے مارے، گریبان چاک کرے جاہلیت کی پکار کیطرح پکارے۔

(بخاری کتاب الجنائز والمناقب، مشکوٰۃ: باب البکاء علی المیت ص 15، مسلم کتاب الایمان)

علاوہ اس کے کہ حضورؐ نے صبر کرنے والے سے اجر وثواب کا وعدہ فرمایا جیسا کہ پیچھے گزرا اور مزید یہ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر سے واپسی پر اپنی صاحبزادی سیدہ رقیہؓ کی قبر پر تشریف لائے تو کچھ عورتیں بھی جمع ہو گئیں اور رونے لگیں اور جب انکی آواز کچھ بلند ہونا شروع ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ **اياكن ونعيق الشيطن .... فمن الشيطان.**

ترجمہ: شیطانی آواز کرنے سے باز رہو اور فرمایا رونا جب تک آنکھ اور قلب سے صادر ہو تو یہ علامتِ رحمت ہے جب زبان واویلا کرے اور ہاتھ سے جزع فزع ظاہر ہو تو یہ شیطان کی طرف سے ہے۔

(فتح المعبود فی ترتیب مسند الطیالسی ابی داؤد ج اوّل ص 159)

ان مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان افعال سے جو آج ہو رہے منع فرمایا ہے اگر یہ درست ہوتے اور شریعت میں اسکی کوئی گنجائش ہوتی تو سب سے پہلے ماتم امام الانبیاء افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے غمگسار لمحات پر کیا جاتا، حضرت حمزہؓ کی شہادت کہ لاش مبارک کے بارہ ٹکڑے کر کے کلیجے کو چبایا گیا انکی شہادت پر کیا جاتا لیکن نہیں کیا گیا بلکہ کرنے سے منع فرمایا تو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ غلط ہے۔

اسکے علاوہ مختلف مکاتب فکر کے علماء کے فتاویٰ اس ماتم ونوحہ کے حرام ہونے پر ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

محدث شاہ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

فرماتے ہیں: اہل سنت کا طریقہ یہ ہونا چاہیئے کہ عاشورا کے دن فرقۂ روافض کی نکالی ہوئی بدعات جیسے کہ مرثیہ، ماتم اور نوحہ وغیرہ سے بچتے رہیں، سبب اسکا یہ ہیکہ یہ سب کام مسلمانوں کے نہیں۔

(شرح سفر السادات ص543)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

فرماتے ہیں تابوت اور اسکے سامنے جتنے کام ہو رہے ہیں یہ سب کام بدعت اور منع ہیں اور اسکا کرنے والا بدعتی اور فاسق ہے (یہ طریقہ روافض (شیعوں) کا ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ ج دوم ص100)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمہ اللہ کا فتویٰ:۔

تعزیہ، ابرک مہندی (علم و گھوڑا) جیسے طریقے جاری کرنا بدعت ہے، بدعت سے اسلام کی شان بڑھتی نہیں، تعزیہ کو حاجت کا پورا کرنے والا سمجھنا جہالت پر جہالت ہے۔ اسکی منت ماننا بے وقوفی اور نہ کرنے میں نقصان جاننا زنانہ وہم ہے مسلمانوں کو ایسی حرکات سے بچنا چاہیئے۔

(رسالۂ محرم و تعزیہ داری ص59)

فتویٰ: حضرت مولانا مصطفیٰ خان صاحب بریلوی:

تعزیہ بنانا بدعت ہے اس سے اسلام کی شوکت اور دبدبہ نہیں بڑھتا بلکہ مال کو فضول پھینک دینا ہے ایسا کرنے والے کیلیئے سخت سزا کی وعید آئی ہے۔ (رسالۂ محرم و تعزیہ داری ص6)

فتویٰ: اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی:

ماہ محرم میں تعزیہ وغیرہ اور ماتم و نوحہ سوگ ہے اور سوگ تین دن سے زیادہ حرام ہے۔

(احکام شریعت ج ا ص ۹)

آپ نے ملاحظہ فرمایا مختلف مکاتب فکر کے ہاں ان رسومات و بدعات کی حیثیت اور کس قدر سخت انہوں نے اس پر حکم لگایا اور ساتھ ہی احادیث مبارکہ میں اس نوحہ و ماتم پر کیا کیا وعیدیں آئی ہیں اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر ناراضگی کا اظہار فرمایا تو اب اگر کوئی کرے گا تو وہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی تکلیف پہنچائے گا۔ شریعت کی مخالفت کیوجہ سے اللہ کی پکڑ سے کس قدر بچ سکے گا۔

اب آیئے ان ماتم کے ایجاد کنندہ جماعت کے ہاں اور انکی معتبر کتب میں اسکی کیا حیثیت ہے اسکا بھی جائزہ لے لیں۔

کتب شیعہ:۔

شیعہ کی مشہور کتاب فروع کافی میں لکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری وقت میں

حضرت فاطمہؓ کو متعدد وصیتیں فرمائیں جس میں سے ایک وصیت ماتم نہ کرنے کی تھی۔

روایت:۔ محمد بن یعقوب کلینی رازی (مشہور شیعہ بزرگ اور مصنف) نے امام باقرؒ سے فرمان نبوی نقل کیا ہے۔

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فاطمة علیها السلام اذا انامت فلا تخمشی علیّ وجها ولا ترضی علیّ شعراً ولا تنادی بالویل ولا تقیمی علیٰ نائحة.

ترجمہ: جب میرا انتقال ہوجائے تو مجھ پر (یعنی میری وجہ سے) اپنے چہرے کو نہ چھیلنا اپنے بالوں کو پریشان نہ کرنا (یعنی نہ کھولنا یا نوچنا) نہ ہی مجھ پر واویلا کرنا (نوحہ کرنا) اور نہ ہی نوحہ کرنے والیوں کو مجھ پر کھڑا کرنا (یعنی بلانا)۔

(بحوالہ فروع کافی ج دوم ص 228 کتاب النکاح باب صفة مُبایعة النبی علیہ السلام بالنساء طبع نورکشور لکھنو)

ماتم پر شیعہ کی دوسری معتبر ترین کتاب جو شیعہ کے ہاں اسطرح ہے جیسے اہلسنت کے ہاں بخاری شریف جسکے بارے میں شیعہ کا مشہور مصنف ملا باقر مجلسی کہتا ہے۔

(**هذا کافٍ لشیعتنا** یہ ہمارے شیعوں کیلئے کافی ہے)

(اسمیں بھی اسی طرح کا مضمون منقول ہے لکھتا ہے)

عن ابی عبداللّٰہ علیه السلام قال الصبر من الایمان بمنزلة الرأس من الجسد فاذاذهب الرأس ذهب الجسد کذالک اذا ذهب الصبر ذهب الایمان.

ترجمہ: ابی عبداللّٰہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام سے مروی ہے کہ صبر ایمان میں سے ہے جیسے سر جسم میں سے (جسم کا حصہ) ہے پس جب سر چلا جائے (کاٹ دیا جائے) تو جسم ختم ہوجاتا ہے ایسے ہی صبر چلا جائے تو ایمان چلا جاتا ہے۔ (اصول کافی ص 410)

میرے عزیز بھائیوں بزرگو! آپ حضرات نے خود شیعہ کی معتبر ترین کتب کے حوالے اور روایات ملاحظہ فرمائیں کہ صبر ایمان ہے اور صبر چلا جائے تو ایمان گیا اور خود انہیں کی نقل کردہ روایات اور وصیتِ فاطمہؓ بھی آپ نے ملاحظہ کی، تو اب آپ خود سوچئے کہ جب ایک چیز اس کے ایجاد کرنے والی قوم کے ہاں بھی غلط ہے تو پھر ہم مسلمان کیوں اپنے نامۂ اعمال کو خراب کررہے ہیں، کیوں انکے جلوسوں اور مجالس میں شریک ہوتے ہیں رب تعالیٰ کے پسندیدہ دین کی مخالفین کی صف میں کھڑے ہوتے ہیں ذرا سوچئے ہم کس رخ پر جارہے ہیں پھر اسی پر بس نہیں بلکہ دور حاضر میں شیعہ کے بزرگ نائب خمینی خامنہ ای

کا فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ وہ کہتا ہے۔

خامنہ ای کا بیان:۔

علم اور تعزیہ غیر اسلامی ہے عاشورہ کی مروّجہ رسوم غلط ہیں،

(ایران کے اسوقت کے صدر خامنہ ای کی تنقید)

نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''عاشورہ پر امام حسین علیہ السلام کی یاد تازہ کرنے کے مروّجہ طریقے یکسر غلط اور غیر اسلامی ہیں یہ طریقہ نمود و نمائش پر مبنی اور اسلامی اصولوں کے منافی ہے۔ خواہ محراب و گنبد کی شکل میں ہی ہو ان پر رقوم خرچ کرنا حرام ہے۔ یوم عاشورہ تفریح کا دن نہیں۔

امام خمینی کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا: مذہبی تقریبات کے دوران لاؤڈ اسپیکر کا اونچی آواز میں استعمال کرنا غلط ہے۔ مقام عزاداری پر بھی پڑوسیوں کو تکلیف نہیں پہنچانی چاہئے لوگوں کو ماتم پر مجبور نہیں کرنا چاہئے۔ (بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی پیر ۱۹ محرم الحرام 1405ھ۔15 اکتوبر 1984ء)

آپ حضرات کے سامنے ایسے شخص کا بیان اور فتویٰ رکھا گیا کہ جو اسوقت تمام دنیا کے شیعوں کا متفقہ رہنما اور امام ہے۔ اب اسکے بعد ان ماتمی جلوسوں اور تعزیہ اور علم کا وجود باقی رہنا کس صورت میں جائز ہے اور ہمارے پڑوسی ملک ایران جو خالصتاً شیعہ اسٹیٹ ہے وہاں آپکو نہ تو اس حالت میں یہ جلوس نظر آئیں گے اور نہ تعزیے لیکن صرف وطن عزیز پاکستان میں ہی اس طرح کیوں ہے اسکو جاننے کے لئے آیئے ذرا تاریخ ماتم کا جائزہ لیتے ہوئے اسکے مفاسد پر بھی نظر ڈالیں۔

تاریخ ماتم:۔

شیعہ کی مستند کتاب (منتہیٰ الامال ج ا ص 453) میں لکھا ہے۔ محرم کا ماتمی جلوس چوتھی صدی کے وسط میں بادشاہ معز الدولہ ویلمی نے ایجاد کیا مصنف مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

سب مؤرخین نے نقل کیا ہے کہ 352ھ میں عاشورہ کے دن معز الدولہ ویلمی نے اہل بغداد کو امام حسینؓ پر نوحہ کرنے چہرہ پیٹنے اور ماتم کرنے کا حکم دیا کہ عورتیں سر کے بال کھول کر اور منہ کالے کر کے نکلیں، بازار بند رکھے جائیں دکانوں پر ٹاٹ لٹکائے جائیں باورچی کھانا نہ پکائیں چنانچہ شیعہ خواتین نے اس شان سے جلوس نکالا کہ دیگ وغیرہ کی سیاہی سے منہ کالے کئے ہوئے تھے سینہ کوبی کرتی، نوحہ کرتی

ہوئیں جار ہیں تھیں سالہا سال تک یہی رواج رہا اور اہل سنت اس (بدعت) کو روکنے سے عاجز رہے کیونکہ بادشاہ شیعوں کا طرفدار تھا۔

مزید اسی کو سنی مؤرخ (حافظ العلامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ''البدایہ والنھایہ میں 352ھ کی تاریخ) بیان کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ ''اس سے واضح ہوا کہ چوتھی صدی کے وسط تک امت ان ماتمی جلوسوں سے یکسر نا آشنا تھی۔ اس طویل عرصے میں کسی سنی امام نے تو درکنار کسی شیعہ مقتداء نے بھی اس بدعت کو روا نہیں رکھا، ظاہر ہے کہ ان ماتمی جلوسوں میں اگر ذرا بھی خیر کا پہلو نکلتا تو خیر القرون کے حضرات اس سے محروم نہ رہتے۔

قارئین آپ نے تاریخ ماتم پر نظر ڈالی اب ذرا آیئے ان جلوسوں سے شیعہ کے مقاصد اور جو مفاسد مسلمانوں کے سامنے ظاہر ہوئے اس پر بھی ایک نظر ہو جائے۔

ماتمی جلوسوں کے مفاسد:۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ ان جلوسوں کے شروع ہونے کے اگلے سال 353ھ کے حالات میں لکھتے ہیں۔

''پھر 353ھ شروع ہوئی تو رافضیوں نے دس محرم کو گزشتہ سال کے مطابق ماتمی جلوس نکالا پس اس دن رافضیوں نے اہل سنت کو قتل کیا اور انکے مال لوٹے گئے۔ (البدایہ والنھایہ ج ۱۱ ص 253)

حضرات قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا اس وقت بھی ان جلوسوں نے کیا رنگ اختیار کیا اور کس قدر فساد اور شرانگیزی کی گئی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں زیادتی لاتے ہوئے یہ خنجر بردار جلوس کس قدر شرانگیزی سے پُر ہیں یہ ہم آپ آئے روز دیکھتے ہی رہتے ہیں۔

اب ان جلوسوں میں بر سر عام چوکوں، چوراہوں میں حضرات صحابہ کرامؓ کو نام لیکر گالیاں دی جاتی ہیں جو کہ الگ گناہ ہے۔ یعنی ایک تو نوحہ و ماتم گناہ ہے اور اس میں جب حضرات صحابہ کرامؓ کو گالیاں بھی دیجائیں (جسکو علماء نے کفر کہا ہے) اور جب ان جلوسوں میں بر سر عام گناہ اور اعلانیہ بغاوت ہوگی تو یہاں پر اللہ کی رحمت اترے کی یا عذاب؟ **آپ خود فیصلہ کریں**

شیعہ تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم و ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا اپنا ایمان سمجھتا ہے جیسے ہمارے ہاں نماز، روزہ، وغیرہ اراکین دین ہیں چنانچہ انکی کتابوں میں لکھا ہے ملاحظہ

فرمائیے۔ شیعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جمع پونجی سے کس قدر بغض رکھتا ہے لکھتے ہیں۔

معتبر سند سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام اسوقت تک نماز کی جگہ (مصلّی) سے نہیں اٹھتے تھے جب تک چار ملعونوں اور چار ملعونہ عورتوں پر لعنت نہ کر لیتے چنانچہ وہ ہر نماز کے بعد کہتے۔ (غور کیجئے)

الهم العن ابابكر و عمرو عثمان و معاويه و عائشه و حفصه و هند و ام الحكم.

ترجمہ: اے اللہ ابوبکر وعمر وعثمان ومعاویہ پر اور عائشہ وحفصہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج)، ہند اور ام الحکم پر لعنت کر۔

(معاذ اللہ، نعوذ باللہ) (حوالہ حیات القلوب ص599 تالیف ملا باقر مجلسی طبع ایران)

مزید پڑھیئے اور غور کیجئے ایک اور انکی معتبر کتاب کا حوالہ مصنف حق الیقین لکھتا ہے کہ

''اور تبرا (گالیاں دینا) کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ ان چار بتوں سے بیزاری اختیار کریں یعنی ابو بکر، عمر، عثمان ومعاویہ اور چار عورتوں سے بیزاری اختیار کریں یعنی عائشہ، حفصہ، ہند اور ام الحکم سے اور انکے تمام پیروکاروں سے اور یہ کہ یہ لوگ خدا کی مخلوق میں سب سے بدتر ہیں''۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

﴿شیعہ کتاب **حق الیقین**﴾

شیعہ اپنی نماز میں معاذ اللہ ان حضرات پر جنکے جنتی ہونے کا سرٹیفکیٹ خود زبان رسالت ﷺ سے جاری ہوا اور فرمایا **ابو بکرؓ فی الجنة، عمرؓ فی الجنة، عثمانؓ فی الجنة** اور **معاویہؓ** کے بارے میں فرمایا **اللّٰھم اجعل معاویہؓ ھادیا مھدیا**۔

آپ خود غور کریں حضور ﷺ انہیں جنت کا پروانہ دیں، عائشہؓ وحفصہؓ حضور ﷺ کی پاک بیویاں کہ خود اللہ تعالیٰ نے انکی پاکی قرآن مجید میں بیان کی اور تمام صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے لئے اپنی رضا کا پروانہ جاری کیا فرمایا "**رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنه**" ترجمہ: اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

اور پھر امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا: **اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی .... فمن احبھم.........!**

ترجمہ: اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے معاملے میں جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھنے کیوجہ سے ان سے بغض رکھا اور بہترین زمانہ میرا ہے پھر میرے بعد کا (یعنی صحابہؓ کا) پھر انکے بعد کا (یعنی تابعینؒ کا)۔ (ترمذی ج2 ص702)

اب آپ خود غور کیجئے کہ دشمنان صحابہؓ کا صحابہ سے بغض حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کیوجہ سے ہے تو جو قوم حضورؐ سے بغض رکھے اسپر کس قدر اللہ کی لعنت ہوگی۔

اور موجودہ حوالہ جات کی روشنی میں آپ یا تو دشمنان صحابہؓ کو سچا کہینگے یا پھر فرمان باری تعالی اور فرمان رسالت ﷺ کو یقیناً دشمنان صحابہؓ جھوٹے ہیں۔تو پھر غور کیجئے کیا ان کے جلوسوں میں شرکت کرنا کیسا ہے۔

اہلسنت کی خدمت میں:۔

آپ نے ملاحظہ کیا کہ یہ جلوس یقیناً قرآن وسنت کی روشنی میں اللہ کی لعنت کا سبب ہیں۔

فرمان نبوی ﷺ ہے **"اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولو لعنت اللہ علیٰ شر کم"** ترجمہ: جب تم ایسی قوم کو دیکھو جو میرے صحابہؓ کو گالیاں دے پس انکو کہو اللہ کی لعنت ہو تمہارے شر پر۔(مشکوٰۃ، ترمذی، ابواب المناقب)

اب جو گالیاں دے کیا اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں اللہ کی لعنت کا حقدار نہیں بنے گا یقیناً بنے گا تو جب ایک جگہ اللہ کا عذاب ولعنت ثابت ہے تو کیا اس سے بچنا ضروری نہیں کیا جو انکی مشابہت اختیار کرے انکے ساتھ شرکت کرے وہ اللہ کے عذاب سے کیسے بچ سکتا ہے۔حالانکہ شافع محشر، سرکار دو جہاں ﷺ فرماتے ہیں کہ

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو منھم.

ترجمہ: فرمایا جس نے جس قوم کی مشابہت کو وہ اپنی میرے سے (شمار) ہوگا۔

(مشکوٰۃ کتاب اللباس ص 375 ابوداؤد کتاب اللباس)

اب کیا انکی مشابہت کرنیوالے جب اس حدیث کی روشنی میں جب انہیں میں سے ہوگا تو کیا وہ اللہ کے عذاب سے بچ سکے گا؟ مزید اس پر یہ کہ آپ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ:

من کثر سواد قوم فھو منھم. ترجمہ: جس نے جس قوم کی رونق بڑھائی وہ انہیں میں سے ہوگا۔

اب غور فرمائیں! جو ہمارے مسلمان بھائی انکے جلوسوں میں شرکت کرتے ہیں یا انکی رونق بڑھاتے ہیں کیا وہ ان میں سے شمار ہونگے جن پر اللہ کی لعنت اور عذاب کا اترنا احادیث نبویہ سے ثابت ہے تو کیا وہ اللہ کے عذاب سے بچ سکیں گے؟

حالانکہ ہمارے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال مشعل راہ ہیں روایات میں آیا کہ آپ ﷺ جب اقوام سابقہ کے جائے عذاب سے گزرے تو تیزی سے گزرنے کا حکم دیا۔

عن ابن عمرؓ قال لما مرّ النبی علیہ السلام بالحجر قال لا تدخلوا....

ترجمہ: ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر قوم ثمود کے گھروں سے ہوا تو فرمایا تم ان لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آ جائے جو ان پر آیا۔ مگر (گزرے) روتے ہوئے پھر آپ علیہ السلام نے اپنا سر ڈھانپ لیا اور اونٹی کو تیز کر دیا (اسی حالت میں رہے) جب تک کہ ان کی وادی کو عبور نہ کر لیا۔

(بخاری شریف ج دوم باب نزول النبی علیہ السلام بالحجر ص 637)

جب شاہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم عذاب والی جگہوں سے بچنے کا اسقدر اہتمام فرماتے تھے تو کیا ان دشمنان دین کی یہ مجالس اور جلوس جو ایک تو شرعاً غلط ہیں سب کے ہاں متفقہ طور پر (جیسا کہ ماقبل میں معلوم ہوا) اور اللہ کی نافرمانی کیوجہ سے اللہ کے غصے کا (عذاب کا) سبب ہیں تو اللہ کا عذاب اتر گیا تو انکے ساتھ ان لوگوں کا کیا بنے گا جو جلوس میں شریک ہیں یا جلوس کا نظارہ کرنے کیلئے جمع ہوتے ہیں اور انکی رونق بڑھانے کا سبب ہیں تو کیا یہ لوگ اس عذاب الٰہی سے بچ سکیں گے؟

اللہ کے عذاب سے بچئے:

ہماری عرض ہے آپ کی خدمت میں خود بھی ایسی جگہ جانے سے بچئے اور اپنے رشتہ داروں کو بتلائے تاکہ وہ اللہ کے عذاب سے بچ سکیں اور ایسی جگہوں پر جانے سے احتراز کریں اور دشمنان دین و ملت، دشمنان خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزاری کا اظہار فرمائیں اور حُب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحُب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مظاہرہ کریں اور اللہ کی رحمت کا حقدار بنیئے۔

اور جب اس چیز سے احتراز کرینگے تو ان جلوسوں اور جگہ جگہ مجالس سے جو مشکلات مسلمان عوام کو لاحق ہیں ٹریفک جام، معیشت کی بربادی اور اہلسنت کی دل آزاری سے انشاء اللہ نجات حاصل ہو جائیگی اللہ کی رحمت کے سبب۔ دنیا میں کوئی دین و مذہب ایسا نہیں کہ جسکی عبادت سڑکوں، چوراہوں، گلیوں، کوچوں میں ہوتی ہو نہ ہی شیعہ اسٹیٹ ایران میں ایسا ہے اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ عبادت نہیں شرارت ہے مسلمان قوم کے جذبات سے کھیلنا ہے اسلئے قبل اسکے موجودہ حالات میں یہ کوئی بڑے سانحے کا

سبب بنے موجودہ ملکی حالات کے پیش نظر حکومت سے مطالبہ ہے کہ انکو بند کیا جائے اور پابندی لگائی جائے۔

اور اگر حکومت پابندی نہیں لگاتی تو عوام اسکا بائیکاٹ کریں اور نظارہ کرنے اور شرکت کرنے سے بچیں تاکہ اللہ کے عذاب سے بچے رہیں جسکے نتیجے میں یہ جلوس خود بخود ختم ہو جائینگے۔

جس طرح دشمنان صحابہؓ سے مشابہت اور رونق بڑھانا مجلسوں وجلوسوں میں شرکت کرنے یا دیکھنے سے ہوتی ہے اسی طرح انکی مشابہت کالالباس پہننا بھی ہے۔

کالالباس:۔

کالالباس سوگ کی علامت ہے اور ماقبل میں گزرا کہ سوگ شہادت پر جائز نہیں اور ہو بھی تو تین دن سے زیادہ نہیں روایات حدیث، فتاویٰ بریلوی، دیوبندی وغیرہ اور خود شیعہ کے ہاں ایسے ہی حرام ہے۔

آیئے کالے لباس کے پہننے کے بارے میں بھی اسی طرح ایک جائزہ ہو جائے۔

حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ:۔

فرماتے ہیں کہ محرم میں کالے کپڑے پہنا یا ہرے رنگ کے کپڑے پہنا حرام ہے۔

(بحوالہ حکام شریعت ج اص90)

خود شیعہ کی کئی کتابوں میں بھی اسکو ناجائز ممنوع اور غلط قرار دیا ہے آیئے دیکھیں شیعہ کتب کیا کہتیں ہیں۔

کتب شیعہ:۔

ا۔ ام حکیم بنت حارث بن ھشام نے جو عکرمہ بن ابی جھل کے نکاح میں تھیں عرض کی وہ نیکی کہ جسکا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہو ہمیں ہم آپکی نافرمانی نہ کریں وہ کیا ہے فرمایا وہ یہ ہے کہ "تم اپنے رخساروں پر تماچے نہ مارو، اپنے منہ نہ نوچو، اپنے بال نہ کسوٹو، اپنے گریبان نہ چاک کرو، اپنے کپڑے کالے نہ رنگوں۔

(تفسیر مقبول، مصنف مولوی مقبول حسین دھلوی ص879)

نوٹ: مولوی مقبول حسین دھلوی کی تائید اس دور کے ۱۰ دس شیعہ مجتھدوں نے کی ہے۔

۲. عن ابی عبداللہؑ قال قلت اُ اُصلی فی القلنسوۃ السوداء فقال لا تصلی فیھا فانھا لباس اھل النار.

ترجمہ: ابی عبداللہ (جعفر صادق) علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ہم کالی ٹوپی میں نماز پڑھ سکتے ہیں؟ تو فرمایا

نہیں پڑھ سکتے اسلئے کہ کالا لباس جہنمیوں کا لباس ہے۔ (بحوالہ کتاب الکافی ص453)

۳۔ **قال امیر المومنین فی ماعلم اصحابه لاتلبسوا السوداء فانه لباس فرعون.**

ترجمہ:۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو جو چیز سکھائی وہ یہ تھی کہ کالا لباس نہ پہنو اسلئے کہ یہ فرعون کا لباس ہے۔ (شیعہ فقہ کی معتبر کتاب من لا بحضرہ الفقیہ ص163)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ یہ فتاویٰ جات اور شیعہ کی روایات خود کالے لباس کی ممانعت پر بھری پڑی ہیں لیکن وہ تو اسپر عمل نہیں کرتے لیکن اہلسنت ایام محرم میں کالے کپڑے پہن کر عذاب الٰہی کے مستحق نہ بنیں کیونکہ اس میں **اول** تو مشابہت کا گناہ ہے **دوم** انکی رونق بڑھانے کا سبب بنکر آپ عذاب الٰہی کے مستحق ہو رہے ہیں اور جیسے کہ پیچھے گزرا کہ جو جس قوم کی مشابہت یا انکی رونق بڑھانے کا سبب بنا وہ انہی میں سے ہوگا اسلئے خدارا غور کریں کہ ہم کہاں جا رہے ہے؟ ہم اللہ کے عذاب کے مستحق بن رہے ہیں یا رحمت کے مستحق بن رہے ہیں؟ اسلئے خدارا آپ سارا سال کالے لباس پہن سکتے ہیں لیکن محرم میں پہننا اللہ کے عذاب کا مستحق ثابت کرنا ہے اسلئے خود بھی اس سے بچیں اور دوسروں کو بھی بتلائیں۔

اسی طرح محرم میں ایک بدعت اہلسنت کے اندر دشمنان اسلام کیطرف سے آئی ہے کہ محرم میں سبیل لگائی جاتی ہے اور حلیم پکائی جاتی ہے یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوکا پیاسا شہید کیا گیا اسلئے ہم بطور ایصال ثواب کیلئے اس طرح کرتے ہیں جبکہ تمام مسالک کی کتب فقہ میں لکھا ہے کہ ایصال ثواب جس چیز کا کیا جاتا ہے وہ بعینہ اس کو نہیں پہنچتی بلکہ اسکا ثواب پہنچتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ طریقہ بھی غلط ہے اور تمام سابقہ علماء اور موجودہ علماء نے اسکو حرام اور ناجائز کہا ہے۔ آیئے ذرا نظر اس پر بھی ڈالتے چلیں۔

محرم میں نذر حسینؓ حرام ہے:۔

دیوبندی علماء کا فتویٰ:

محرم میں پیسہ اکٹھا کر کے تعزیہ بنانا یا حلیم پکانا اسکا وجود قرون ثلثہ میں نہ تھا اور نہ ہی اسکو شرعی حیثیت ہے بلکہ گناہ ہے اور باری تعالیٰ کے فرمان (**"ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان"** اور تعاون نہ کرو گناہ اور معصیت کے کاموں میں) کیوجہ سے چندہ دینا بھی گناہ ہے۔

(فارسی مجموعۃ الفتاویٰ علی حاشیہ مطبوعہ امجد اکیڈمی، خلاصۃ الفتاویٰ ج4 دار الاشاعت کراچی ص344)

محرم کے مخصوص ایام میں حلیم پکانا اور تقسیم کرنا بدعت ہے اسلئے کہ وضع الخدود والتزام الکیفیات والحصیات المعینة والتزام العبادات المعینة فی اوقات معینة لم یوجد لها ذالک التعبیر فی الشریعة.

ترجمہ: رخسار پر طمانچہ مارنا اور خاص کیفیات پر عبادات معینہ کا التزام کرنا اوقات معینہ میں شریعت میں اسکی کوئی تعبیر نہیں نہ ہی کوئی حیثیت ہے۔

(بحوالہ الاعتصام لابو اسحاق شاطبیؒ الباب الاول فی تعریف البلاغ مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان)

شہیدان کربلاء رضوان اللہ عنہم اجمعین کی ارواح کو ایصال ثواب کیلئے نہ محرم کا انتظار کرنا چاہئے نہ ہی حلیم کی تخصیص کرنی چاہئے بلکہ جس وقت جو کچھ میسر ہو صدقہ کر کے اسکا ثواب بخشنا چاہئے۔

(کفایۃ المفتی ص 237 ج اوّل کتاب العقائد)

تعزیہ سے مراد چاہنے والا اگر یہ سمجھے کہ تعزیہ اسکی مراد پوری کرسکتا ہے تو ایسے اعتقاد رکھنے والا کافر ہے۔

(مجموعۃ الفتاویٰ کتاب الحظر والاباحۃ ج دوم)

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی صاحب کا فتویٰ:

محرم میں تعزیہ یا اسکی منت ماننا بے وقوفی، جہالت پر جہالت ہے اور نہ کرنے میں نقصان جاننا زنانہ وہم ہے مسلمانوں کو ایسی حرکت سے بچنا چاہئے۔

(اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ رسالہ محرم وتعزیہ داری ص59)

آپ حضرات قارئین کے سامنے مختلف مکاتب فکر کے فتاویٰ جات حلیم پکانے اور منت ماننے کے حوالے سے پیش کئے اب آپ خود ہی سوچ سکتے ہیں اب اگر کوئی مسلمان پھر بھی ایسا کرتا ہے اور ان اعمال میں معاونت کرتا ہے تو خود سوچے کہ ان فتاویٰ شرعیہ کی رو سے کیا آپ اہلسنت میں شمار ہیں یا دشمنان دین وملت کے ساتھ کھڑے ہیں؟ تشبہ بالکفار کیوجہ سے کیا آپ اللہ کی پکڑ سے بچ سکتے ہیں؟ خدارا ذرا چشم حقیقت سے دیکھئے۔

ہم آپ کی عدالت میں:

آپ کے سامنے بلا کسی تفریق کے تمام مکاتب فکر کے فتاویٰ جات کتابوں کے حوالے، قرآن و حدیث سے روایات پیش کیں اب آپ ذرا خود ہی تصور فرمایئے اور فیصلہ کیجئے کیا یہ سب افعال ہمیں کیونکر زیب دے سکتے ہیں۔

اُدھر ہے شیطان اِدھر خدا ہے
بتاؤ تم کس کا ساتھ دو گے

ماہ محرم میں ہم کیا کریں؟

اب یہ کہ ہم محرم میں کیا کریں اس بابرکت مہینہ کو کیسے مفید بنائیں آل رسول ﷺ کے شہداء کو ایصال ثواب کیسے کریں؟ اور اللہ کی رحمت واسعہ کا حقدار کیسے بنیں؟ شریعت محمدیہ ﷺ الحمداللہ ہر میدان میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔

آیئے ذرا دیکھیں اس پر ہمیں شریعت کیا حکم دیتی ہے ۱۔ **روزہ رکھیں ۲۔ ایصال ثواب کریں**
۳۔ اہل وعیال پر وسعت سے خرچ کریں ۴۔ خوشی کی تقریبات کا انعقاد کریں۔

یوم عاشورہ کا روزہ:۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه، قال قال رسول صلى الله عليه وسلم افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم (او كما قال)

ترجمہ: فرمایا کہ بہترین روزہ رمضان کے بعد اللہ کے مہینہ محرم کا ہے (رواۃ مسلم ج اوّل فی فضل صوم المحرم)

معلوم ہوا کہ رمضان کے بعد اللہ کا پسندیدہ مہینہ محرم ہے اور اسکا روزہ ہے محرم بابرکت مہینہ ہے نہ کہ منحوس جیسا کہ دشمنان دین وملت ہمیں غلط تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

۲۔ اسی طرح ایک روایت میں ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا (جسکا مفہوم ہے) جوکوئی عاشورہ کا روزہ رکھے گا اسکے ایک سال گزشتہ کے گناہ (صغیرہ) معاف ہوجاتے ہیں اور آتا ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے عاشورہ کے روزے کا حکم دیا تو آپکے پروانوں حضرات صحابہ اور صحابیات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دودھ پیتے بچوں کو بھی روزہ رکھوایا۔ ذرا سوچیئے ہمارا عمل کیا ہے۔

۳۔عن ابن عباس رضی الله عنه حين صام رسول الله صلى الله عليه وسلم عاشوراء وامر الصيام...... الخ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے جب عاشورہ کے روزے کا حکم فرمایا تو صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ اس دن کی تو یہود ونصاریٰ تعظیم کرتے ہیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو ضرور بالضرور نو یا گیارہ کا روزہ ساتھ رکھوں گا۔
(مشکوۃ شریف باب صیام التطوع)

اس حدیث پر غور فرمائیے ایک تو آپ علیہ السلام نے روزے کا حکم فرمایا اور ساتھ ہی تشبہ بالکفار سے بچنے کیلئے ساتھ نو محرم یا گیارہ محرم کے روزے کا حکم فرمایا۔ ذرا خود کو اس سطح پر رکھ کر سوچئے ہم کیا کر رہے ہیں؟

وسعت رزق:۔

حدیث میں ہے "من وسع علی عیالہ یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ السنۃ کلھا"

ترجمہ: جو عاشورا کو اپنے اہل و عیال پر وسعت رزق کرے تو اللہ پورا سال اس پر وسعت فرمائے گا۔ (اگرچہ بعض محدثین نے اسکو ضعیف کہا ہے۔ لیکن اس پر عمل اللہ کی رضا کا سبب ہوسکتا ہے)۔

ایصال ثواب:۔

شہداء کربلا کو ایصال ثواب کریں بجائے شور شرابے، ناچنے کودنے کے وہ کام کریں جسکی شریعت نے اجازت دی جسکی وجہ سے شہدائے کربلا کے درجات کی بلندی بھی ہوگی اور اپنے لئے ذخیرہ آخرت بھی بنے گا۔

تقریبات خوشی وشادی:۔

دیوبندی علماء کا فتویٰ:

ماہ محرم میں شادی وغیرہ کو ناجائز کہنا سخت گناہ، اہل سنت کے عقیدے کے خلاف ہے اسلام نے ان چیزوں کو حلال اور جائز قرار دیا ہے اور جو اعتقاداً یا عملاً انکو ناجائز حرام سمجھے تو اسمیں ایمان کا خطرہ ہے مسلمانوں کو روافض (شیعوں) سے پوری احتیاط برتنی چاہئے انکی رسوم میں شرکت حرام ہے)

(فتاوی رحیمیہ کتاب البدعات ج ۳ ص 191)

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کا فتویٰ:۔

ماہ محرم میں دس دن کپڑے نہ اتارنا، روٹی نہ پکانا، جھاڑو نہ لگانا دفن تعزیہ تک (شادی وغیرہ کی تقریبات سے رکنا) سوگ ہے اور سوگ حرام ہے۔ (احکام شریعت ص 190 ج 1)

ان فتاویٰ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ ان دنوں کو منحوس سمجھنا غلط ہے اسلئے حضور ﷺ نے اسکو اللہ کا مہینہ قرار دیا اور اللہ اپنے لئے منحوس چیز کو پسند نہیں کرتا تو معلوم ہوا کہ یہ برکت والا مہینہ ہے اور اسمیں شادی و دیگر تقریبات خوشی کرنے سے برکت ہوگی۔

یہ خود شیعہ کتب میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شادی بھی محرم میں ہوئی ملاحظہ کیجئے۔

حوالہ شیعہ کتاب:۔

مشہور شیعہ مجتہد و مورخ ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ "حضرت علیؓ وہ فاطمہؓ کی مزاوجت با سعادت پنج شنبہ (جمعرات) اکیسویں ماہ محرم میں واقع ہوئی۔

(بحوالہ جلد العیون اردو ج اص166)

آپ نے ملاحظہ فرمایا خود انکے ہاں بھی محرم میں نکاح وغیرہ جائز ہے لیکن اہلسنت کی آنکھوں میں مٹی جھونکنے کے لئے کیا کیا طریقے اور فساد و بدعات مروج کی گئیں ذرا غور فرمائیے۔

آپ کے سامنے ہم نے قرآن و سنت کے ثبوت پیش کئے اور تمام مکاتب فکر کے فتاویٰ جات خود شیعہ کتب کے حوالے پیش کئے۔ اگر اب بھی آپ دشمنان صحابہؓ کی حقیقت کو نہ سمجھیں اور محرم الحرام میں مروج بدعات و رسومات سے نہ بچیں تو یاد رکھیئے۔

بدعت اور بدعتی کے بارے میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار** ترجمہ: ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

یاد رکھیے! آپ کی معمولی سی غلطی آپ کے ایمان کو خراب کرنے کا سبب بن سکتی ہے۔ لہذا خود بھی ان بدعات اور رسومات سے بچیئے اور اپنے بچوں، عزیز و اقارب، دوستوں اور متعلقین سب کو بچایئے اور محرم الحرام کو اس طریقے پر گزارنے کی کوشش کیجئے جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گزارنے کا حکم دیا ہے اور جس طرح قرون اولیٰ خصوصاً حضرات صحابہ کرامؓ نے اس کو گزارا۔

اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

وما علینا الا البلاغ

کتابچہ خود پڑھیئے اور پڑھنے کے بعد دوسرے مسلمان بھائی تک پہنچایئے تاکہ ہر مسلمان مرد و عورت کا ایمان محفوظ رہے

لمحۂ فکریہ

دشمنان دین وملت نے مسلمانوں کی آنکھوں میں مٹی جھونکنے کیلئے

جو سلسلے شروع کیۓ انکی وضاحت کے بعد

کیا ہم نے

دشمنان دین وملت کی باغیانہ حرکات سے بائیکاٹ کر دیا؟

کیا ہم نے

حب رسول ﷺ وحُب صحابہؓ واہلبیتؓ کا ثبوت دیتے ہوئے

ان سے قطع تعلق کرنے کا ارادہ کرلیا؟

کیا ہم

اِس سب کچھ کے بعد کس کی صف میں ہیں.....

اللہ کی رحمت یا اللہ کے غضب کے مستحقین کی صف میں؟

فیصلہ آپ کریں........

اُدھر ہے شیطان اِدھر خدا ہے
بتاؤ تم کس کا ساتھ دو گے

مزید تفصیلات کیلئے مندرجہ ذیل Websites، وزٹ کیجئے۔

www.kr_hcy.tk
www.ahnaf.com
www.alfakar.com